Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 01, Issue 02, July-December 2022, PP: 01-16
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i2.1483
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

حدیث خلابہ سے مستنبط احکام اور معاصر اطلاقات

Rulings derived from Hadith Khilāba and contemporary applications

Shazia Chohan
Teacher's trainer Ghazali Publications, Lahore

Abstract

Hadith Khilāba refers to the tradition which was narrated by a companion of the Prophet, peace be upon him, Habban bin Munqidh or his father, Munqidh bin Amru, that he was often cheated in matters of buying and selling, due to which he had to suffer losses. The Messenger of Allah, peace be upon him, said to them, "When you do any business of buying and selling, say that there will be no fraud and I will have authority for three days."
All forms of Khilāba and all other methods by which one of the parties tries to deceive, can cause defects in the consent of the other party and affect the binding force of the party, and the Shariah in favor of the party who has cheated, exercises this option under which he has the right to invalidate the contract in the light of different schools of thoughts of Islamic jurisprudence.

Keywords

Hadith Khilāba, Habban bin Munqidh, Islamic jurisprudence, Schools of thought.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

حدیث خلابہ سے مراد وہ روایت ہے جو ایک صحابی رسول ﷺ حبّان بن منقذ یا ان کے والد منقذ بن عَمرو کے بارے میں مروی ہے کہ انہیں بسا اوقات خرید و فروخت کے معاملات میں دھوکہ ہو جاتا تھا جس کی بنا پر انہیں نقصان اٹھانا پڑتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کرو تو کہہ دیا کرو کہ کوئی دھوکہ نہیں ہو گا اور مجھے تین دن کا اختیار حاصل ہو گا۔

خلابہ کا لفظ خلب سے بنا ہے۔ ناخن کو خلب کہتے ہیں جس کی جمع اخلاب ہے۔ خَلَبَہ اس موقعہ پر کہتے ہیں جب پرندہ ناخن مار کر زخمی کر دے۔ شکار کرنے والے پرندے کو مخلب کہتے ہیں شکار کرنیوالا پرندہ اپنے شکار کو دبوچ لے، اس وقت کہا جاتا ہے کہ خَلَبَ الْفَرِیْسَۃَ، درندہ جب اپنے شکار کو چیر پھاڑ دے تو اس وقت بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ عورت اپنی دلکش باتوں سے مرد کا دل جیت لے تو اسے خلابۃ کہا جاتا ہے۔ البرق الخُلّب ایسے بادلوں کو کہتے ہیں جو گھرے ہو کر آئیں اور ان میں بجلی چمک رہی ہو جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ بارش ہونے والی ہے مگر بارش نہ ہو۔[1] اس اعتبار سے خلابہ کے معنی ہوں گے خوب صُورت اور پر فریب باتوں سے کسی کو دھوکہ دینے کی کوشش کرنا، یا زبان سے کسی کو دھوکہ دینا یا کسی عورت کا پر فریب اور باتوں سے کسی مرد کا دل جیت لینا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ کے بنیادی معنی دھوکہ دے کر اچانک نقصان پہنچانے کے ہیں۔ جانور اپنے شکار پر جھپٹتا ہے تو اسے غفلت میں دبوچ لیتا ہے۔ اس لیے خلابہ کے معنی نرم اور میٹھی زبان سے ایسا دھوکہ دینے کے ہیں جو نقصان کا حامل ہو۔

2 حدیث خلابہ کے اساسی متن

حدیث مذکور متعدد روایات سے مروی ہے اور ان سب کی تلاش و تحقیق سے جو اساسی متن سامنے آتے ہیں، وہ یہ ہیں:

- ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ بَايَعْت فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ[2]

  حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ اسے خریداری میں دھوکہ ہو جاتا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ تم جس شخص سے کوئی شئے خریدو تو کہہ دیا کرو لا خلابۃ (کوئی دھوکہ نہیں ہو گا۔)

- عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، وَكَانَ يُبَايِعُ، وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، احْجُرْ عَلَيْهِ، فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ: " إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ، وَلَا خِلَابَةَ ."[3]

  حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص خریداری کیا کرتا

تھا،اس کی عقل کمزور تھی۔ اس کے اہل خاندان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ فلاں شخص پر پابندی لگادیجئے کیونکہ وہ خریداری کرتے ہیں اور ان کی عقل کمزور ہے۔ آپ نے اسے بلایا اور منع فرمایا تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ میں خریداری سے نہیں رک سکتا۔ اس پر آپ ﷺ فرمایا کہ اگر تم خریداری سے نہیں رک سکتے تو یہ کہہ دیا کرو لا خلابہ کہ کوئی دھوکہ نہیں۔

- وعن ابن عمر ان منقذا سفع فی راسه فی الجاهلية، مامومة فخبّلت لسانه، فكان اذا بايع يخدع فی البيع، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم "بايع و قل: لا خلابة، ثم انت بالخيار ثلاثا"، قا ل ابن عمر فسمعته يبايع ويقل: لا خذابة، لا خذابة۔[4]

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ منقذ کے سر میں زمانہ جاہلیت میں چوٹ آگئی تھی جس سے ان کی زبان میں تتلاہٹ پیدا ہوگئی اور وہ جب کوئی شئے خریدتے تو اس میں نقصان ہو جایا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ جب تم کوئی شئے خریدو تو یہ کہہ دیا کرو لا خلابہ (کوئی دھوکہ نہیں ہوگا) پھر تمہیں تین دن کا اختیار ہوگا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو خریداری کرتے ہوئے سنا کہ لا خذابۃ لا خذابۃ

- وعن محمدبن يحى بن حبان،قال:هوجدى منقذبن عمروكان رجلاقداصابته آمةفی راسه،فكسرت لسانه،وكان لايدع على ذالک التجارة،فكان لايزال يغبن،فأُتی النبیﷺ فذكرذالک له، فقال:اذاانت بايعت،فقل لاخلابة،ثم انت فی كل سلعةابتعتهابالخيار ثلاث ليال،ان رضيت فامسک،وان سخطت فارددهاعلى صاحبها۔[5]

محمد بن یحیٰی بن حبان سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ یہ صاحب میرے دادا منقذ ابن عمرو ہیں ان کے سر میں چوٹ لگ گئی تھی جس سے ان کی زبان میں تتلاہٹ پیدا ہوگئی تھی مگر یہ اس کے باوجود تجارت سے باز نہیں آتے تھے اور مستقل نقصان اٹھاتے رہتے تھے، اس پر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان سے یہ بات بیان کی تو آپ نے فرمایا جب تم کوئی شئے خریدو تو لا خلابہ کہہ دیا کرو، پھر جو شئے تم خریدو اس میں تمہیں تین دن کا اختیار حاصل ہوگا اگر تم چاہو تو اس شئے کو رکھ لو اگر تم چاہو تو اس کے مالک کو واپس کردو۔

- طلحہ بن یزید بن رکانۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے خریداری کے بارے میں گفتگو کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے پاس تمہارے لیے اس سے زیادہ وسعت موجود نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حبان ابن منقذ کو عطا فرمائی تھی، وہ نابینا تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں تین دن کا اختیار دیا تھا وہ اگر چاہیں تو اس شئے کو لے لیں اور چاہیں تو ترک کردیں۔[6]

3 حدیث خلابہ سے فقہی استدلالات

حدیث خلابہ کو فقہاء نے جس طرح مختلف فقہی اجتہادات کا محور بنایا ہے وہ اس امر کی نشاندہی کے لیے کافی ہے کہ فقہاء کرام نے فقہ کی نشو ونما اور استنباطات میں قرآن و سنت ہی کو مدار اخذ واستنباط بنایا ہے اور ان دونوں مصادر کے علاوہ فقہائے کرام نے جو دلائل دیے ہیں ان کی حیثیت ضمنی دلائل اور مویدات کی ہے۔ فقہاء اسلام نے عملا اور فی الواقع یہی صورت اختیار کی ہے کہ قرآن وسنت ہی کو اصل اور بنیادی ماخذ بنایا ہے اور کسی معاملہ میں قرآن و سنت کے سکوت یا عدم وضاحت کی صورت میں جو اجتہاد کیا ہے وہ بھی انہی اصولوں کی روشنی میں کیا ہے جو خود قرآن و سنت میں بیان ہوئے ہیں اور اس اجتہاد کے ضمن میں انہوں نے جو عقلی یا نقلی تائیدات فراہم کی ہیں وہ ایسے امور پر مشتمل ہیں جو اپنی اساس اور تصور کے لحاظ سے قرآن و سنت سے متصادم نہیں۔ اس لحاظ سے فقہاء کے اجتہادات بھی عملاً قرآن و سنت کی ہی فقہی تشریح اور توضیح بن جاتے ہیں۔

قرآن و سنت کی متعدد نصوص میں جھوٹ دھوکہ دہی اور فریب کی واضح اور بالتصریح ممانعتیں وارد ہوئی ہیں۔ اسی طرح معاملات میں ہر قسم کی دھوکہ دہی، فریب اور ضرر و نقصان پہنچانے کی کسی طرح کی کوشش شریعت میں ممنوع قرار دی گئی ہے۔ حدیث میں لاخلابہ کہنے کے حکم کا مقصود تنبیہ اور سرزنش ہے۔ اس ممانعت کا موضوع یہ ہے کہ مخدوع (فریب خوردہ) کو اختیار حاصل ہو کہ فریب کے ثابت ہو جانے کے بعد اگر وہ چاہے تو عقد کو برقرار رکھے اور چاہے تو باطل کر دے۔ یہ امر واضح ہے کہ اس حکم میں بیع کے علاوہ دوسرے معاملات بھی داخل میں کیونکہ شریعت نے فریب کو تمام معاملات میں اور تمام صورتوں میں عمومی طور پر ممنوع قرار دیا ہے۔ اس اختیار کے لازم کرنے کا مقصود فریب کی بنا پر عاقد کو جو نقصان پہنچا ہے اس کو رفع کرنا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں احجر کا لفظ بھی موجود ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان صاحب کے مالی تصرفات پر پابندی لگادیجئے۔ اس لحاظ سے اس حدیث کے تحت ہونے والے فقہی اجتہادات کو تین عناوین خلابہ، خیار اور حجر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

3.1 خلابہ

خلابہ کا فقہی مفہوم یہ ہے کہ عاقدین میں سے ایک دوسرے کو کسی قولی یا فعلی طریقہ سے اس طرح دھوکہ دے کہ وہ عقد کرنے پر اس حال میں رضامند ہو جائے کہ اگر یہ دھوکہ نہ ہوتا تو وہ اس عقد پر رضامند نہ ہوتا۔[7] فقہاء اور ماہرین قانون فریب کی جملہ صورتوں کو تدلیس کے عنوان کے تحت بیان کرتے ہیں جبکہ بعض اوقات فقہاء کرام نے بائع کے مبیع میں کسی عیب کے

چھپانے کے لیے بھی تدلیس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہاں خلابہ کے لفظ کو اس لیے ترجیح دی گئی ہے کہ اولاً تو اس حدیث میں وارد ہوا ہے جس کو تمام مسالک کے فقہاء نے اس موضوع کی خاص تشریعی نص کا درجہ دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ یہ لفظ دھوکہ اور فریب کے معنی پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ اس لحاظ سے تدلیس کا لفظ بائع کے مبیع کا عیب چھپانے کے معنی کے ساتھ خاص ہو جائے گا اور یہ خلابہ کی متعدد صورتوں میں سے ایک صورت بن جائے گی۔

عقد کے ارادے پر اثر انداز ہونے والے اہم حالات میں سے خلابہ ایک حالت ہے جو کسی خاص شرط یا بعض متعین وسائل میں محدود نہیں ہے۔ بلکہ عاقد کو فریب دینا اور اس کو اس وہم میں ڈالنے کا ہر وسیلہ جو اسے عقد پر آمادہ کر دے، خلابہ میں داخل ہے۔ خلابہ کی بعض صورتیں بڑی واضح ہیں اور اس کے بعض وسائل لوگوں میں عام ہیں جن کو مختلف مسالک کے فقہاء نے بطور خاص ذکر کیا ہے اور سنت نبوی ﷺ میں بھی ان کی ممانعت بطور خاص بیان ہوئی ہے۔ خلابہ کی چار مشہور صورتیں یہ ہیں :

1. خیانت
2. تناجش
3. تغریر
4. تدلیس العیب [8]

3.1.1 خیانت

معاملات میں امانت ایک لازمی دینی فریضہ ہے۔ اسلام نے زندگی کے ہر پہلو میں امانت اختیار کرنے پر اس قدر زور دیا ہے کہ دین ہی کو امانت کہا ہے۔[9] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[10] فقہاء کرامؒ نے معاملات میں امانت کو لازمی قرار دیا ہے اور خیانت، دھوکہ دہی اور فریب سے احتراز پر اس حد تک اصرار کیا ہے کہ بیع کی بعض قسموں کو بیاعات الامانۃ کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے معاملات سے زیادہ آگاہی نہ ہو وہ معاملہ کرتے وقت دھوکہ اور فریب سے بچ سکے اور اسے یہ گنجائش میّسر آجائے کہ وہ متعین اور مخصوص حدود میں رہتے ہوئے معاملہ کرے اور ان حدود سے تجاوز دھوکہ اور فریب متصور کیا جائے۔

بیاعات الامانۃ کا بنیادی تصور یہ ہے کہ خریدار، بائع پر اعتماد کرکے اور اس کے ضمیر وایمان پر بھروسہ کرکے کوئی شئے اسی قیمت پر خرید لے جس پر خود بائع نے خریدی ہے۔ اگر بائع نے جس قیمت پر وہ شئے خریدی ہے اس میں اپنے نفع کی مقررہ مقدار

شامل کر دیتا ہے تو اس بیع کو بیع مرابحہ کہا جائے گا۔ اگر بائع اس اصل قیمت میں بھی کمی کر دیتا ہے جس میں اس نے یہ شئے خریدی تھی اور نقصان خود برداشت کرتا ہے تو اس بیع کو وضعیہ کہا جاتا ہے۔ اگر بغیر کسی کمی بیشی کے اسی قیمت میں دے دیتا ہے اور خریدار وہ ساری شئے خرید لیتا ہے تو اس معاملہ کا نام تولیہ ہے۔ اگر خریدار قیمت کے تناسب سے اس شئے کا کچھ حصہ خریدتا ہے تو اس کا نام اشتراک ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بائع نے جس قیمت میں اس شئے کو فروخت کیا ہے اس کی ان بیوع میں بڑی اہمیت ہے کیونکہ یہی وہ اساس و بنیاد ہے جس پر یہ معاملہ طے پا رہا ہے اس لیے لازمی ہے کہ بائع (فروخت کنندہ) اس معاملہ میں حد درجہ امانت اور نزاہتِ تعامل اختیار کرے اور ضروری حد تک معاملہ کی تفصیل بیان کرے کیونکہ اس صورت میں خریدار بائع کے اعتماد ہی پر معاملہ کر رہا ہے اور اس اعتماد کے سوا معاملہ کسی اور اساس پر برقرار نہیں رہ سکے گا۔ اس لئے بائع کی جانب سے اس بیان میں کسی طرح کی دروغ گوئی خیانت دھوکہ اور فریب شمار ہو گی۔

بائع کا قیمت کے بارے میں مجمل بیان معتبر نہ ہو گا بلکہ اس پر لازم ہو گا کہ وہ معاملہ سے متعلق تمام ملحقہ امور اور جملہ اوصاف تفصیل سے بیان کر دے یعنی یہ کہ قیمت کی ادائیگی فی الفور تھی یا ادھار، اس کی ادائیگی کی کوئی معیاد مقرر ہو گئی تھی یا بالاقساط ادا کرنا تھا۔ یہ قیمت نقد ادا کرنی تھی یا شئے اس قرض کے بدلے خریدی گئی جو اس بائع کے ذمہ پہلے بائع کا لازم تھا اور قیمت کے دین کی صورت میں ادا ہونے کا طریقہ کیا تھا مماکسہ مساومہ یا صلح۔ بعد ازاں بائع اس شئے کے بارے میں بتائے کہ وہ جس حالت میں خریدی گئی تھی اسی حالت میں موجود ہے یا اگر خریداری کے بعد کوئی عیب پیدا ہو گیا ہے تو اس عیب کی وضاحت کرے اور یہ بھی کہ یہ عیب خود اس کے اپنے کسی فعل کی بنا پر پیدا ہوا ہے یا کسی اور کے فعل سے ہوا یا تقدیر و قضا کے کسی عمل سے ہوا ہے۔ مذکورہ تمام پہلو خریدار کی رضامندی پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور ان میں کذب بیانی سے بیع میں دھوکہ اور فریب شامل ہو جائے گا۔[11]

3.1.1.1 فقہ حنفیہ میں بیاعات الامانۃ کا تصوّر

بیاعات الامانۃ کے بارے میں علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کوئی شئے ادھار ادائیگی پر خریدی تو اس کے لیے یہ روا نہیں ہے کہ وہ اس شئے کو مُرابحَہ کے طور پر فروخت کرے، الا یہ کہ وہ خریدار کو یہ بتادے کہ اس نے یہ شئے ادھار ادائیگی پر خریدی ہے کیونکہ بیع مرابحہ بیع امانت ہے جس میں ضروری ہے کہ نہ کوئی تہمت ہو اور نہ کوئی ناانصافی، بلکہ کوئی شبہ باقی نہ رہ جانا چاہیے اس لیے کہ بیع مرابحہ میں اس میں سے کوئی امر جائز نہیں ہے۔[12] اس میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص ادھار ادائیگی کی شرط پر کوئی شئے خریدتا ہے تو بالعموم اس شئے کو اس قیمت سے زائد پر خریدتا ہے جو اسکی نقد ادائیگی کی صورت میں

ہوتی ہے۔ اب اگر بائع (فروخت کنندہ) صرف اس شئے کی خریداری کے بارے میں بتلاتا ہے تو اس سے سننے والے کے ذہن میں اس شئے کی نقد ادائیگی والی قیمت آئے گی اور اس طرح کا بتلانا ایسا ہو جائے گا جیسے اس نے نقد قیمت کی ادائیگی پر خریداری کا ذکر کیا ہو اور یہی بات بیع مرابحہ میں ناانصافی قرار پائیگی۔ اس بات کی وضاحت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ جو شئے ادھار ادائیگی پر لی گئی ہے گویا فی الوقت اس کی قیمت کم ہے، اسی لیے شریعت نے اس زیادتی کے جو حکماً مقابل سے خالی ہو دو اوصاف میں سے ایک وصف کی موجودگی میں نسیئہ حرام قرار دیا ہے۔[13] ایسی صورت میں اگر بائع اس شئے کو فروخت کر دے اور اس امر سے آگاہ نہ کرے کہ اس نے یہ شئے ادھار ادائیگی پر لی ہے، تو جب خریدار کو بائع کی جانب سے واقع ہونے والی تدلیس کا علم ہو گا اسے خیار حاصل ہو گا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خریدار نے منافع کی ذمہ دار اس لیے قبول کی ہے کہ اسے بائع نے بتایا کہ خود اس نے یہ شئے اتنی قیمت پر خریدی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ در حقیقت بائع نے یہ شئے ادھار ادائیگی پر لی تھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ نقد قیمت پر بھی خریدنے پر آمادہ نہ ہو چہ جائیکہ وہ اس پر نفع بھی ادا کرے۔ اس کے اس ضرر کی تلافی کے لیے خیار کی گنجائش رکھی گئی ہے۔[14]

ابن الہمام کہتے ہیں کہ اگر خریدار کو بیع مرابحہ میں خیانت کا علم ہو، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسے اختیار ہے کہ تمام قیمت میں اس شئے کو لے لے یا ترک کر دے اور اگر تولیہ میں خیانت کا علم ہو تو اس میں اختیار نہیں ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ دونوں میں سے قیمت کم کی جائے گی اور امام محمد فرماتے ہیں کہ دونوں میں اختیار ہو گا۔ امام محمد کا موقف یہ ہے کہ اس بیع میں اس قیمت کا اعتبار ہو گا جو طے کی گئی ہے کیونکہ وہی معلوم و متعین ہے، جبکہ تولیہ اور مرابحہ میں ترغیب دینے اور مائل کرنے کا پہلو موجود ہے۔ اس لیے یہ وصف سلامتی کی طرح مرغوب فیہ ہے اور اس لیے اس کے فوت ہونے پر اختیار ہو گا۔[15]

امام ابو یوسف کی دلیل یہ ہے کہ یہ بیع اصلاً تولیہ اور مرابحہ ہے اسی لیے یہ ان تعبیرات کے ساتھ منعقد ہوتی ہے کہ میں نے یہ شئے تمہیں بطور تولیہ پہلی قیمت پر فروخت کی یا کہ میں نے یہ شئے پہلی قیمت پر بطور مرابحہ تم کو فروخت کر دی، بشرطیکہ قیمت معلوم و متعین ہو اسی لیے اسے پہلی قیمت پر مبنی کیا جائے گا اور وہ ظاہر ہے کہ زائد قیمت کو ساقط کر کے ہی ہو گی لیکن تولیہ میں اصل مال سے خیانت کے بقدر قیمت ساقط کی جائے گی اور مرابحہ میں قیمت میں بھی کمی ہو گی اور اسی تناسب سے نفع میں بھی کمی ہو گی۔

امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر تولیہ میں قیمت کم نہ کی جائے تو وہ تولیہ باقی نہیں رہے گی کیونکہ پہلی قیمت میں اضافہ سے اصل تصرف میں فرق آگیا ہے۔ اس لیے اس زائد قیمت کو ساقط کرنا متعین ہو گیا اور مرابحہ میں اگر یہ زائد قیمت نہ لی جائے تب بھی مرابحہ باقی رہے گی اگرچہ نفع کے تناسب میں فرق ہو گا۔ اس لیے اگر وہ شئے واپس لینے سے پہلے ضائع ہو جائے یا اس میں

ایسی کوئی بات پیدا ہو جائے جو فسخ سے مانع ہو تو ظاہری روایات کے اعتبار سے مجموعی قیمت لازم ہو گی کیونکہ محض خیار کے بالمقابل کوئی شئے لازم نہیں ہے جیسا کہ خیار رویت اور خیار شرط بر خلاف خیار عیب کے کہ اس میں ضائع شدہ شئے کے سپرد کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں شئے کے سپرد کرنے سے عاجز ہونے کی صورت میں اس کا مقابل ساقط ہو جائے گا۔[16]

معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف کے نزدیک مرابحہ اور تولیہ میں پہلی قیمت کا اعتبار ہے یعنی وہ قیمت جس پر عقد ہوا ہے۔ اگر خریدار کسی خیانت سے آگاہ ہو جائے تو اسے اس قیمت سے ساقط کر دے جس میں اس نے خریدا ہے۔ یہاں تک کہ عقد بیع میں قابل اتفاق توازن پیدا ہو جائے۔ امام محمدؒ کے نزدیک اس طے شدہ قیمت کا اعتبار ہے، جس میں اس نے وہ شئے خریدی ہے اور جس پر عقد ہوا ہے۔ خیانت کا نہ پایا جانا ایک پسندیدہ وصف ہے اس لیے اگر خیانت ظاہر ہو جائے تو خریدار کو اختیار ہو گا۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تولیہ میں پہلی قیمت کا اعتبار ہو گا کیونکہ بیع تولیہ اسی وقت ہوتی ہے جب فروخت کردہ شئے کی قیمت میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔ اگر خیانت ظاہر ہو تو قیمت کم ہو جائے گی۔ مرابحہ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس قیمت کا اعتبار ہے جس میں وہ شئے خریدی ہے، کیونکہ مرابحہ میں خیانت اس کے وصف میں تبدیلی نہیں کرتی بلکہ یہ بیع بدستور مرابحہ باقی رہتی ہے۔ صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ نفع کا تناسب بڑھ جاتا ہے اس لیے اس میں خریدار کو اختیار ہے اور چونکہ وضعیہ ایک ایسی بیع ہے جس میں کسی شئے کی اصل قیمت سے متعلق متعین مقدار کی کمی پر فروخت کی جاتی ہے اس لیے اس میں وہی شرائط اور احکام معتبر ہوں گے جو مرابحہ میں معتبر ہوتے ہیں۔[17]

3.1.1.2 فقہ مالکی میں بیاعات الامانۃ کا تصوّر

فقہ حنفی کی طرح فقہ مالکی میں بھی بیاعات امانۃ کا تصوّر موجود ہے چنانچہ المدونۃ میں ہے کہ اگر کوئی شخص قرض ادائیگی پر سامان خریدے اور پھر اسے نقد قیمت پر نفع کے ساتھ فروخت کرنا چاہے تو اس بارے میں امام مالکؒ نے کہا ہے کہ ربح کے ساتھ اس شئے کو فروخت کرنا اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک وہ خریدار کو یہ نہ بتلا دے کہ اس نے یہ شے نقد ادائیگی پر خریدی ہے۔[18] ابن جزی فرماتے ہیں کہ قیمت کے بتانے میں جھوٹ جائز نہیں ہے۔ اگر بائع جھوٹ بولے اور خریدار قیمت کے زائد ہونے سے آگاہ ہو جائے تو خریدار کو اختیار ہو گا کہ کل قیمت میں اسی شئے کو رکھ لے یا واپس کر دے۔ سوائے اس کے کہ بائع قیمت سے اور اس نفع سے جس کا ارادہ ہو، اضافہ ساقط کر دے تو خریداری لازم ہو جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ لازم نہیں ہے۔ گویا مسلک مالک میں مرابحہ کا حکم یہ ہے کہ خریدار کو اختیار حاصل ہو گا۔ البتہ اگر بائع اصل قیمت سے اور اس پر حاصل ہونے والے منافع سے

اضافہ کو ساقط کر دے تو بیع لازم ہو جائے گی۔ اس طرح مسلک مالکی میں یہ دونوں امور جمع ہو گئے کہ خریدار کو اختیار حاصل ہو گیا اور بائع کو یہ حق مل گیا کہ وہ زائد اضافہ کو ساقط کر کے معاملہ کرے۔[19]

3.1.1.3 فقہ شافعی میں بیوع الامانۃ کا ذکر

فقہ شافعیؒ میں بھی بیوع لامانۃ کا ذکر آیا ہے۔ المھذب میں ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی شئ بطور، مرابحہ فروخت کرنا چاہے تو وہ اس طرح فروخت کر سکتا ہے مگر ضروری ہے کہ وہ یہ وضاحت کرے کہ اصل قیمت جس میں اس نے خریدی ہے وہ کیا ہے اور نفع کتنا ہے۔ اگر اس نے کہا کہ شئے کی اصل قیمت سو درہم ہے اور دس درہم (ہر دس پر ایک) نفع ہے لیکن بعد میں اس کے اقرار یا ثبوت کی بنا پر یہ معلوم ہوا کہ اصل قیمت نوے درہم تھی تو بیع تو صحیح ہو گی۔ اس لیے کہ بیع کی حد تک تو عقد صحیح ہے جس کا ثمن معلوم و متعین ہے صرف اس کا کچھ حصہ تدلیس کی بنا پر ساقط ہوا ہے۔ وہ جو قیمت وصول کر رہا ہے اس کے متعلق دو اقوال ہیں۔

- ایک یہ کہ یہ ایک سو دس ہی کے بدلے ہو گی کیونکہ عقد میں یہی قیمت طے ہوئی ہے۔ بائع کی جانب سے تدلیس کے ظاہر ہونے پر اس قیمت میں سے کوئی حصہ ساقط نہیں ہو گا۔ جیسے کوئی شخص کسی متعین قیمت پر کوئی شئے فروخت کرے اور بعد میں اس میں عیب ظاہر ہو جائے۔
- دوسرا قول یہ ہے کہ قیمت ننانوے ہو گی اور یہی رائے صحیح ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک طرح سے انتقال ملکیت ہے جس میں پہلی قیمت ہی کا اعتبار ہو گا۔ جب بائع نے زیادہ قیمت بتلائی تو یہ زیادہ قیمت شفعہ اور تولیہ کی طرح ساقط کرنا لازم ہو گیا۔ یہ صورت عیب والی صورت کے بر خلاف ہے کیونکہ وہاں قیمت وہ ہے جو عقد میں طے ہوئی ہو اور یہاں قیمت اصل مالیت اور نفع کی مقدار ہے۔ یہ معلوم ہو گیا کہ اصل مالیت نوے تھی اور نفع نو تھا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ قیمت ایک سو دس ہی ہے تو خریدار کو اختیار حاصل ہو گا کہ خریدی ہوئی شئے اس قیمت میں رکھے یا بیع کو فسخ کر دے کیونکہ اس نے یہ معاملہ اس لیے کیا تھا کہ وہ اصل مالیت میں اس شئے کو لے لے۔ اب جبکہ یہ اصل مالیت زیادہ ہے تو اسے اختیار حاصل ہو گیا۔[20]

3.1.1.4 فقہ حنبلی میں بیاعات الامانۃ کا بیان

فقہ حنبلی میں بیاعات الامانۃ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ تولیہ، شرکۃ، مرابحہ اور مواضعہ میں خیار ہے۔ اگر کسی شخص نے کوئی شئے بطور مرابحہ فروخت کی مثلاً خریدار کو یہ بتلایا کہ اس شئے کی اصل قیمت سو درہم ہے اور دس درہم نفع ہے۔ بعد ازاں اقرار یا ثبوت کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ اس کی قیمت نوے ہے تو یہ بیع صحیح ہو گی۔ کیونکہ یہ قیمت میں زیادتی ہے اس لیے عیب کی

طرح صراحت سے مانع نہیں ہے۔ خریدار کو بائع سے اصل قیمت سے زائد یعنی دس درہم اور اس کی نسبت سے نفع جو ایک درہم بنتا ہے واپس لینے کا حق حاصل ہو گا اور اس طرح خریدار پر ننانوے درہم لازم ہوں گے۔ یہ رائے ثوری اور ابن ابی لیلی کی ہے۔ امام شافعیؒ کا بھی ایک قول ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ عیب پر قیاس کرتے ہوئے خریدار کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ یا تو وہ پوری قیمت پر لے لے یا چھوڑ دے۔[21]

3.1.2 تناجش

تناجش کا لفظ نجش سے بنا ہے۔ اس کا اطلاق ازروئے زبان اس کیفیت پر ہوتا ہے جب کوئی شکاری جانور کو گھیر کر ایسے مقام پر آتا ہے جہاں سے اس کا شکار کرنا آسان ہو جاتا ہے۔[22] بعد میں یہ لفظ کسی چیز کی خریداری کے مصنوعی مقابلے کا تاثر دینے کے لیے بھاؤ کی تیزی کی شدت کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ جبکہ فقہی اعتبار سے اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص جو کسی شئے کو فروخت کرنا چاہتا ہو دوسرے سے یہ سمجھوتہ کرلے کہ وہ بظاہر اس شئے کی خریداری میں دلچسپی ظاہر کرلے گا اور اگرچہ اس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو۔ پھر بھی اس کی زائد قیمت ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کرے گا تاکہ اس طرح اس شئے کی قیمت میں اضافہ ہو سکے اور جو شخص فی الوقع اس شئے کو خریدلے تو نہ صرف یہ کہ اسے اس شئے کی خریداری کی رغبت پیدا ہو جائے بلکہ وہ اس کی قیمت دینے پر آمادہ بھی ہو جائے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجش سے منع فرمایا ہے۔[23]

فقہاء کی نظر میں تناجش رضامندی میں نقص پیدا کر دیتی ہے۔ اس لیے اس نجش کی بنا پر خریدار کو عقد کے باطل کرنے کا حق ملنا چاہیے بشرطیکہ اس میں خریدار کا گھاٹا غبن فاحش کے درجہ میں ہو۔ یہ جمہور فقہاء اور مذاہب ثلاثہ (مالکیؒ، شافعیؒ، اور حنبلی) کی رائے ہے جبکہ حنفی مسلک کی رو سے تناجش سے رضامندی میں نقص پیدا نہیں ہوتا اس لیے عقد کو باطل قرار دینا درست نہیں ہے تاکہ معاملات کے بروئے کار رکھنے کے پہلو کو ترجیح دی جاسکے۔ لیکن ازروئے دیانت یہ امر مکروہ ہے اور اس کی کراہت تحریمی ہے۔ مالکی مسلک کے فقہاء کے قیاس کی رو سے تناجش خریدار کی جانب سے بھی ہو سکتا ہے کہ خریدار معاملہ میں مقابلہ کرنے والوں سے یہ سمجھوتہ کرلے کہ وہ مقابلہ سے باز رہیں گے تاکہ اس کے لیے اس سامان کی ارزاں قیمت پر خریداری ممکن ہو سکے۔ مالکی فقہاء نے اس صورت میں بائع کو عقد کے باطل کرنے کا اختیار دیا ہے کیونکہ یہ خریدار کی جانب سے مناجشہ ہے جیسا کہ بائع کی جانب سے ہوتا ہے۔

مختلف مسالک فقہ میں نجش کا حکم جدا ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک جس معاملہ بیع میں نجش ہو وہ بیع ہی فاسد ہے۔ امام مالک کی

رائے یہ ہے کہ نجش کا ہونا عیب کی مانند ہے کہ خریدار کو اختیار ہو گا کہ وہ چاہے اس شئے کو رکھے اور چاہے واپس کر دے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ بیع درست ہو گی مگر نجش کرنے والا عند اللہ گنہگار ہو گا۔

3.1.3 تغریر

یہ لفظ غرر سے بنا ہے اس کے معنی دھوکہ دینے اور خطرے میں ڈال دینے کے ہیں۔ غرہ کے معنی غفلت کے ہیں۔ کسی شخص کو ایسے موقعہ پر جالینا اور اپنا مقصد حاصل کر لینا جب وہ غافل ہو غرر کہلاتا ہے۔[24] رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام معاملات سے منع فرمایا ہے جن میں صریحاً دھوکہ ہو یا دھوکہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع حصاۃ اور بیع غرر سے منع فرمایا ہے۔[25] غرر اسلامی شریعت میں ممنوع ہے الا یہ کہ اس قدر معمولی ہو کہ اسے نظر انداز کیا جا سکتا ہو۔ علامہ قرافیؒ اپنی کتاب الفروق میں قاعدۃ المجہول اور قاعدۃ الغرر میں فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

> جان لیجئے کہ علماء ان دو مصطلحات (جہالت اور غرر) کے استعمال میں توسع سے کام لیتے ہیں اور ایک کو دوسری کی جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔ غرر کی اصل یہ ہے کہ پہلے سے یہ علم نہ ہو سکے کہ یہ شے حاصل ہو گی مگر اس کا وصف معلوم نہ ہو مثلاً فضاء میں موجود پرندے یا سمندر میں موجود مچھلی (کی فروخت) لیکن اگر یہ علم ہو کہ یہ شئے حاصل ہو جائے گی مگر اس کا وصف معلوم نہ ہو، مثلاً جیب میں رکھی ہوئی شئے۔ گویا غرر والی شئے اور مجہول شئے میں سے ہر ایک، ایک اعتبار سے دوسری سے عام ہے اور دوسرے اعتبار سے پہلی سے خاص ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسری کے ساتھ مل کر بھی پائی جا سکتی ہے اور اس کے بغیر بھی غرر موجود ہونے اور جہالت نہ ہونے کی مثال اس مفرور غلام کا خریدنا ہے جس کے بارے میں فرار سے قبل ہی علم ہو اور کوئی جہالت موجود نہ ہو۔ اس میں غرر اس اعتبار سے ہے کہ یہ علم نہیں ہے کہ (بعد خریداری) حاصل ہو سکے گا یا نہیں۔ اور جہالت موجود ہو اور غرر نہ ہو۔ اس کی مثال کسی شخص کا کوئی پتھر خریدنا ہے درانحالیکہ اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ زجاج ہے، یا یاقوت لیکن چونکہ سامنے موجود ہے اس لیے (بعد خریداری) حاصل ہو جائے گا۔ اس لیے غرر نہیں ہے مگر عدم معرفت کی بنا پر جہالت موجود ہے۔ غرر اور جہالت دونوں کے جمع ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ایسا مفرور غلام ہو جس کے وصف کا فرار سے پہلے بھی کوئی علم نہ ہو۔ غرر اور جہالت سات امور میں پائے جاتے ہیں۔ وجود میں مثلاً مفرور غلام میں بعد فرار کے، وجود کے ساتھ

علم حصول میں مثلاً فضاء میں موجود پرندہ، جنس میں مثلاً ایسی شئے جس کا نام نہ لیا گیا ہو، مقدار میں مثلاً اس شے کی فروخت جس تک کنکر پہنچ جائے، تعیین میں مثلاً مختلف کپڑوں میں سے کوئی ایک کپڑا، بقاء میں مثلاً پھل تیار ہونے سے پہلے۔ غرر اور جہالت کے ایک ساتھ پائے جانے کے یہ سات مواقع ہیں۔ بعدازاں غرر اور جہالت کی تین قسمیں ہیں۔ کثیر مقدار میں غرر و جہالت جو بالا جماع جائز ہے، جیسے گھر کی بنیاد اور جبہ کے اندر موجود روئی۔ اور متوسط مقدار میں غرر و جہالت کے ساتھ جس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ کثیر کے ساتھ ملحق کیا جائے، یا قلیل مقدار کے ساتھ وابستہ کیا جائے۔ یعنی چونکہ اس میں غرر قلیل سے زیادہ ہے اس لیے اسے کثیر کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے اور چونکہ اس میں غرر کثیر سے کم ہے، اس لیے اسے قلیل کے حکم کے ساتھ مربوط کر دیا جاتا ہے اور یہی امر غرر اور جہالت کے فروعی مسائل میں فقہاء کے درمیان نقطہ نظر کے فرق کا باعث بنتا ہے۔ [26]

3.1.4 تدلیس عیب

متعاقدین میں سے اگر کوئی فریق عقود معاوضہ میں مثلاً بیع اور اجارہ میں جس شئے پر عقد ہو رہا ہو اس کے کسی ایسے مخفی عیب کو چھپائے جس کا اسے علم ہو، تدلیس عیب کہلاتا ہے اور اس متعاقد کے حق میں جس پر تدلیس کی گئی ہے عقد کے ابطال کا حق فراہم کرتا ہے۔ اس کو خیار عیب کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر بائع بیع کے وقت اس عیب سے واقف ہو تو خریدار کے درجے میں اس کے لیے خیار عیب ثابت ہو گا۔ بلکہ ازروئے شریعت خریدار کے لیے جب اس پر خریدی ہوئی شئے کا کوئی مخفی عیب ظاہر ہو تو اس کے لیے خیار ثابت ہو جائے گا۔ اگرچہ بائع بیع کے وقت اس کا علم نہ رکھتا ہو کیونکہ ہر عقد میں عقد کرنے والے کی رضا مندی اس امر پر مبنی ہوتی ہے کہ محل عقد عیوب سے پاک ہو اور دوسرا متعاقد اس قدیم عیب کا جو اس کے محل میں ظاہر ہو، ذمہ دار اور ضامن قرار پائے جب تک وہ اس عقد میں بائع کے ضمان سے بری ہونے کی شرط نہ لگا دے۔

اگر بائع اور جو شخص اس کے حکم میں ہو، عیب کو جانتے ہوئے چھپائے تو مدلس ہو گا اور خلابہ کے حکم کے تحت آئے گا لیکن اگر بائع اس عیب سے واقف ہو تو وہ عقد کے مقتضا کے تحت ضامن ہو گا لیکن مدلس نہیں ہو گا۔ ضمان عیب کے تعلق سے، تدلیس عیب کے ہونے یا نہ ہونے کا فرق نمایاں نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ضمان کی ادائیگی دونوں صورتوں کا مشترک حکم ہے۔ یہ فرق بعض ان احکام میں واضح ہوتا ہے جن میں جزاء کا پہلو موجود ہو، مثلاً بائع، عقد بیع میں یہ شرط عائد کرے کہ اگر کوئی عیب پایا گیا تو وہ

اس کے ضمان سے بری ہو گا۔ یعنی مبیع میں اگر کوئی ممکنہ عیب ظاہر ہو تو وہ اس پر مسئول قرار نہیں دیا جائے گا۔ اس شرط کے ساتھ اگر خریدار اس شئے کی ظاہری سلامتی پر اعتماد کرتے ہوئے رضامند ہو جاتا ہے اور بعد میں مبیع میں کوئی قدیم عیب ظاہر ہو تو اس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں:

I. اگر اس صُورت میں بائع اپنی فروخت کردہ شئے کے عیب سے ناواقف ہو اور اس نے یہ شرط بربنائے احتیاط لگائی ہو تو اس کی یہ شرط صحیح ہو گی اور تمام فقہی مسالک کے نزدیک اس صورت کی بنا پر اس سے عیب کا ضمان ساقط ہو جائے گا۔ یعنی خریدار اپنی ذمہ داری پر خریدنے والا متصور ہو گا اور اس کی ایسی حیثیت ہو گی جیسے اسے خریدتے وقت اس شئے کے عیب کا علم ہو اور اس نے اس کو اپنی رضامندی سے خریدا ہو۔

II. اگر بائع فروخت شدہ شئے کے عیب سے واقف ہو اور اس کے باوجود وہ خریدار سے اس عیب کو چھپائے اور اپنی بری نیت پر پردہ ڈالنے کے لیے عیب کے ضمان سے بری ہونے کی شرط لگائے تو فقہی اجتہاد کی روشنی میں اس کی یہ شرط صحیح قرار نہیں پائے گی اور وہ ضمان ادا کرنے کا پابند ہو گا۔ کیونکہ اس کی یہ شرط بربنائے احتیاط نہیں بلکہ بربنائے حیلہ ہے۔ چونکہ اس نے بری نیت سے یہ شرط عائد کی ہے اس لیے اسے اس شرط سے مستفید ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔[27]

خلاصۃ البحث

فقہ اسلامی کے مختلف مسالک سے خلابہ کی جو صورتیں بیان کی گئی ہیں یعنی خیانت، تناجش، تغریر، تدلیس عیب، (اور ان سے ملتی جلتی دوسری صورتیں جنہیں نقل نہیں کیا انہیں مختلف کتب فقہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے) سب کو مدنظر رکھ کر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں خلابہ کا ایک عام حکم بیان کرنا ممکن ہے۔ خلابہ کی تمام مذکورہ صورتیں اور دیگر تمام وہ طریقے جن کے ذریعے سے عاقدین میں سے کوئی دھوکہ دینے کی کوشش کرے، دوسرے عاقد کی رضامندی میں نقص پیدا کر سکتا ہے اور عاقد کی لازمی قوت پر اثرانداز ہو سکتا ہے، اور شرعاً اس عاقد کے حق میں جس نے دھوکہ کھایا ہے اس ختیار کو بروئے کار لاتا ہے جس کے تحت وہ مختلف مسالک فقہ کی روشنی میں عقد کو باطل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن کبھی خلابہ کے ساتھ یہ بھی شرط ہوتی ہے کہ دھوکہ کھانے والے عاقد کو غبن (نقصان) ہوا ہو، اور اس غبن کی شرط نہیں ہوتی، اور اس کا تعلق خلابہ کے مقصود اور اس کی غایت سے ہوتا ہے۔

اگر خلابہ کا مقصود فریب خوردہ شخص پر قیمت میں اضافہ کرنا ہو تو اس صورت میں خلابہ رضامندی میں نقص پیدا کرتا ہے اور عقد کے باطل قرار دینے کی گنجائش ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں غبن فاحش ہو، جیسا کہ تناجش کی صورتوں میں

ہے اور قیمت سے متعلق قولی تغریر کی صورت ہے۔ ان تمام حالات اور ان جیسی دیگر صورتوں میں فریب دینے والے کا مقصود بدل میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر یہ خلابہ غبن فاحش پر منتج ہو تو فریب خوردہ شخص کو اختیار ہو گا ورنہ نہیں۔

اس حکم سے بیوع الامانۃ مثلاً مرابحہ میں خیانت مستثنیٰ ہے کیونکہ اگر چہ اس کا مقصود بھی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن اس میں خریدار کو ہر حالت میں عقد کے باطل کرنے یا خیانت کی مقدار کے وقت قیمت ساقط کر دینے کا اختیار ہوتا ہے جیسا کہ خیانت کے حکم کے بیان میں مختلف اجتہادی آراء گذر چکی ہیں۔ اگر چہ خریدار کو مبیع کی قیمت میں نقصان اٹھانا پڑے مثلاً کوئی شخص دس روپے میں کوئی شئے یہ بتا کر فروخت کرے کہ اس کی اصل قیمت آٹھ روپے ہے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ اس کی اصل قیمت سات روپے ہے۔ لیکن اس شئے کی بازاری قیمت دس روپے یا اس سے زائد ہو تو اس صورت میں بائع کی خیانت کے باوجود خریدار کو کوئی غبن نہیں ہو گا لیکن خریدار کو عقد کے باطل کرنے کا حق ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرابحہ وغیرہ کی بیع دونوں فریق کے اتفاق سے اصل مال کی اساس پر قائم ہوتی ہے اس لیے راس المال کے بیان میں ہر جھوٹ اس اتفاق کے بر خلاف ہو گا جو عاقد کے درمیان ہوا ہے اگر چہ اس میں غبن نہ ہو۔

اگر خلابہ کا مقصود فریب خوردہ عاقد کو جس چیز پر عقد کیا جا رہا ہے اس کے وصف میں دھوکہ دینا ہو اور یہ تاثر دے کہ یہ شئے بہت عمدہ ہے یا اس کی کسی اور خوبی کو نمایاں کرے تو یہ امر رضامندی میں نقص پیدا کرے گا اور اس سے عقد کو باطل کرنے کی گنجائش پیدا ہو جائے گی اگر چہ اس کی قیمت میں کوئی غبن نہ ہو جیسا کہ اس الشاۃ المصراۃ میں ہے جو ایسی قیمت میں فروخت کی جائے جو اس کے دودھ نہ دینے والی قسم کی قیمت سے زائد نہ ہو اور جیسے پھل جس کا عمدہ حصہ اوپر کی جانب رکھ دیا گیا ہو اس قیمت میں فروخت کیا جائے جو اس کے نیچے رکھے ہوئے کمتر درجے کے پھل سے زائد نہیں ہے۔ فریب خوردہ عاقد کا مقصود وہ وصف ہوتا ہے جس کا اسے تاثر دیا گیا ہو اور اس وصف کا نہ ہونا اس کے حق میں خیار کو وجود میں لانے والا ہو گا۔

حوالہ جات

[1] ابن منظور،لسان العرب،دار صادر،بیروت، 1407ھ،طبع اول،زیر مادہ خلب؛محمد بن محمد بن عبد الرزاق المرتضى الزبیدي،تاج العروس من جواهر القاموس،وزارة الإرشادوالأنباءفي الكويت، زیر مادہ خلب۔
Ibne Manzūr, Līsān al-'arab, Dār Sādir, Beīrūt, 1407 AH, first edition, zaīr mādah Khā, lām, bā; Muhammad bin Muhammad ibn Abd al-Raẓāq al-Murtaza al-Zubaidī, tāj al-arūs min Jawāhar al-Qāmūs, wizārate al-irshād wa al-itaba' Kūwait, zaīr mādah Khā, lām, bā.

[2] مسلم،ابوالحسین بن الحجاج،الجامع الصحیح ،دارالحضارة للشنروالتوزیع،ریاض،2015ء،کتاب البیوع، باب مَنْ یُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ،رقم : 3860۔

Muslim, Abū al-Hussain bin Al-Hajjāj, Al Jamei Al Sahih, dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, Kitāb al-Bayū, bāb man yakhdau fi al-bay, number: 3860.

[3] ترمذی،محمد بن عیسیٰ،السنن،دارالحضارة للنشروالتوزیع،ریاض،2015ء،کتاب البیوع،باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، رقم: 1250۔

Tirmidī, Muhammad bin Isa, Sunan, , dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, Kitāb al-Bayū, bāb ma jaa faman yakhdau fi al-bay, number: 1250.

[4] الحمیدي،أبو بکر عبد الله بن الزبیر بن عیسی بن عبید الله القرشي الأسدي المکي،المسند، تحقیق:حبیب الرحمٰن الاعظمٰی،دار سقا،المدینة المنورة،س ن،292/2 ؛ ابن تیمیه،ابو البرکات عبد السلام بن تیمیه،المنتقی من اخبار المصطفیٰ، تحقیق: محمدحامدالفقی،المکتبة التجاریة الکبری،مصر،طبع اول،1351ھ،باب شرط السلامةمن الغبن،رقم: 2،334/2877۔

Al-Hamidī, Abu Bakr Abdullah bin Al-Zubayr bin Isa bin Ubaidullah al-Qurashi al-Asadi Makkah, Al-Musnad, Research: Habib al-Rahman al-Azma, Dār Saqqah, Al-Madinah al-Munawarah, 2/292; Ibn Taymiyyah, Abu al-Barakat Abd al-Salam bin Taymiyyah, al-Muntaqi min Akhbar al-Mustafa, research: Muhammad Hāmid al-Faqī, al-maktab al-Tajāriyyah al-Kabri, Egypt, first edition, 1351 AH, bāb al-Salāmat al-Ghabban, number: 2877, 2/334.

[5] ایضاً، رقم: 2878، 335/2۔

Ibid 2878, 2/335.

[6] احمد بن حنبل، المسند، دار صادر، بیروت، 1419ھ، **رقم:** 1645؛ ابن حجر،احمدبن علی العسقلانی،الاصابةفی تمیزالصحابة،مطبع القاہرة،مصر،س ن، 176/2۔

Ahmad Ibn Hanbal, Al-Musnad, Dār Sadr, Beirut, 1419 AH, number: 1645; Ibn Hajar, Ahmad bin Ali al-Asqalāni, al-Asaba fi Tameeez al-Sahāba, Matba' al-Qāhira, Miser, S.N., 2/176.

[7] مصطفٰی احمدالزرقاء،الدکتور،الفقه الاسلامی فی ثوبه الجدید،مطبعةالجامعة،دمشق،طبعةثامنة،1964ء، 404/1۔

Mustāfa Ahmad al-Zarqā, Al-Doktūr, Al-Fiqh al-Islami fi Thawba al-Jadid, Matabato al-Jāmia, Damascus, Tabat al-Samanah, 1964, 1/404.

[8] ایضاً،417/1۔

Ibid, 1/417.

[9]احمد بن حنبل،المسند،135،154،210،251/3۔

Ahmad Ibn Hanbal, Al-Musnad, 3/135,154,210,251.

[10] ایضاً، 242/2، 417؛ 466/3؛ 65/4 ۔

Ibid 2/242, 417, 3/466, 4/65.

[11] السنهوری،عبدالرزاق،مصادر الحق،داراحیاءالتراث العربی،قاہرة،1997ء،155/2۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, dār al-ahya al-Tarath al-Arabi, Cairo, 1997, 2/155.

[12] السرخسی،ابوبکرمحمدبن احمد،المبسوط،دارالنوادر،بیروت،1999ء،78/13۔

Al-Sarakhsī, Abu Bakr Muhammad bin Ahmad, Al-Mabusūt, Dār al-nawādir, Beirut, 1999, 13/78.

[13] السنهوری،مصادر الحق، 155،156/2۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/155, 156.

[14] السرخسی،المبسوط، 78/13۔

Al-Sarakhsī, Al-Mabusūt, 13/78.

[15] ابن الهمام،محمدبن عبدالواحد،فتح القدیر،دارالکتب العلمیة،بیروت،2003ء، 256/5۔

Ibn al-Hamām, Muhammad bin Abdul Wahid, Fateh al-Qadīr, Dār al-Kitāb al-Ulamiya, Beirut, 2003, 5/256.

16 ایضاً، 256/5 ؛ السنھوری، مصادر الحق، 158/2، 157 ۔

Ibid 5/256; Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/157, 158.

17 السنھوری، مصادر الحق، 158/2۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/158.

18 مالک بن انس، الامام، المدونۃ الکبریٰ، مطبعۃ السعادۃ، سعودیۃ، 1324ھ، 59/10 ؛ السنھوری، مصادرالحق، 159/2 ۔

Mālik Ibn Anas, Imām, Al-Madūna Al-Kubra, Matabat al-Saadah, Saudiyah, 1324 AH, 10/59; Al-Sunhuri, masādir al-Haq, 2/159.

19 السنھوری، مصادر الحق، 160/2۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/160.

20 النووی، یحیٰ بن شرف، کتاب المجموع شرح المہذب، مکتبۃالارشاد، قاہرۃ، 1996ء، 288/1 ؛ السنھوری، مصادر الحق، 601/2۔

Al-Naūwi, Yahya bin Sharaf, Kitāb al-Majmū Sharh al-Muhizb, Maktab al-Arshād, Cairo, 1996, 1/288; Al-Sinhūrī, Masādir al-Haq, 2/601.

21 ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد، المغنی مع الشرح الکبیر، دارالکتب العربی للنشروالتوزیع، بیروت، 1347ھ، 100/4۔

Ibn Qudāma, Abdullah bin Ahmad, al-Mughni maa al-Sharh al-Kabeer, Dār al-Kitāb al-Arabi lil-nasher wa al-Taūzee, Beirut, 1347 AH, 4/100.

22 ابن منظور، لسان العرب، زیر مادہ نجش۔

Ibne Manzūr, Līsān al-'arab, zaīr mādah nūn, jā, shā

23 البخاری، محمدبن اسمعیل، الجامع الصحیح، دارالحضارۃللنشروالتوزیع، ریاض، 2015ء، کتاب البیوع، باب النجش، 18/2۔

Al-Bukhārī, Muhammad bin Ismaīl, Abū Abdullah, Al-Jāme'u Al-Sahih, dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, kitāb Al-bayu', bāb al-najash, 2/18.

24 ابن منظور، لسان العرب، زیر مادہ غرر؛ الراغب الاصفھانی، مفردات الفاظ القرآن، دارالقلم ، دمشق، 2009ء، زیر مادہ غرر۔

Ibne Manzūr, Līsān al-'arab, zaīr mādah gharar; Rāghib, Asfahānī, mufarridāt alfāz Al-Qur'an, Dār al-Qalam Damishq, 2009, zaīr mādah gharar.

25 مسلم، الجامع الصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ الغرر، رقم :3808۔

Muslim, Al jamia alsahih, Kitāb al-Bayu, bāb batlān bay al-hadārah wa al-bay alazī fihe al-gharar, number: 3808.

26 القرافی، احمدبن ادریس، انوارالبروق فی انواءالفروق، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1999ء، الفرد 193، 3/ 666، 665۔

Al-Qarāfī, Ahmad bin Idrīs, anwār al-Barūq fi Anwā al-Farūq, Dār al-Kitāb al-Ilamiya, Beirut, 1999, al-fard 193, 3/665, 666.

27 الزرقاء، الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید، ص414 ۔

Al-Zarqā, Fiqh al-Islami fi Thawba al-jadīd, p. 414.